لکھنؤ
تعمیر حیات
پندرہ روزہ
شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زر تعاون	
اندرون ملک	بیس روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
بیرون ملک بحری ڈاک تمام ممالک	۵ پونڈ
ہوائی ڈاک	
ایشیائی ممالک	۷ پونڈ
افریقی ممالک	۸ پونڈ
یوروپ و امریکہ	۱۰ پونڈ

جلد نمبر ۱۹ | ۱۰ جولائی ۱۹۸۲ء — ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ | شمارہ نمبر ۱۷

اداریہ

مُبارک مہینہ کے مبارک لوگ

شمس الحق ندوی

شب و روز کی گردش اور سورج کے طلوع و غروب کا ایک سلسلہ ہے جس میں کسی آن و کسی لمحہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دن کے بعد رات، رات کے بعد دن۔

جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا۔ (فرقان - ۶۲)

رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کے لئے ہیں جو غور کرنا چاہے یا شکرگزاری کا ارادہ کرے۔

یہ سلسلۂ روز و شب اللہ کا انعام ہے ان بندوں کے لئے جو اپنے رب کی نوازشوں کی قدر کرتے ہیں اور نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اس وقت ہم کو وہ مبارک ساعات نصیب ہیں جن میں رحمتِ خداوندی کی جھڑی لگی رہتی ہے خیر و برکت کی پیہم بارش ہوتی رہتی ہے۔

یہ مبارک مہینہ سال بھر پہلے بھی آیا تھا، آتا رہا ہے اور آتا رہے گا اس میں ذرا تخلف نہ ہوگا۔ دینے والے داتا کے جود و سخا میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں، نہ اس کے خزانۂ رحمت میں کوئی کمی آئی ہے۔ بات لینے والے کی ہے کہ وہ کیسا حوصلہ مند ہے جتنا جس کا حوصلہ بلند ہوگا اتنا ہی وہ اس موسم بہار سے اپنا دامن مراد بھرے گا۔

کہنے کو تو ایک سال ختم ہوا دوسرا سال شروع ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے گھربار، مال و منال، آل و اولاد، دوست احباب، سے ایک سال دور، اور فراق و جدائی، تنہائی و بےکسی، یعنی قبر کی تنگ و تاریک کوٹھری سے ایک سال قریب ہوگیا، مگر غفلت کا مارا انسان کبھی اس پر غور نہیں کرتا امیدوں اور آرزؤں میں اپنی گرانمایہ متاعِ حیات کو ضائع کرتا رہتا ہے، وہ انسان جو اپنے گھر سے ایک سال دور اور قبر سے ایک سال قریب ہوگیا، اس کو جب ایسی خیر و برکت اور مغفرت و بخشش کی گھڑیاں نصیب ہو جائیں تو اپنی بگڑی بنانے کے لئے کیا کچھ نہ کرنا چاہئے۔ ذکر و تلاوت، توبہ و استغفار میں مشغول و منہمک رہنا چاہئے، اپنی بھوک پیاس کے وقت یتیموں، بیواؤں اور فقراء و مساکین کی حالت پر غور کرنا چاہئے اور بقدر استطاعت ان کی اعانت کے لئے اپنی مٹھی کھول دینا چاہئے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری اور حاجت برآری کا ہے۔ ہم نے اوپر عرض کیا کہ رمضان المبارک کی آمد خیر و برکت کے اعلان کے ساتھ اس کا بھی اعلان ہے کہ ہم دنیا اور علائق دنیا سے ایک سال دور اور آخرت یعنی پوچھ تاچھ اور حساب یوم حساب سے ایک سال قریب ہوگئے۔ یہ تصور بندے میں ایک اضطراب و گھبراہٹ کی کیفیت و فکر پیدا کرتا ہے، بندہ اب کیا کرے کس کا سہارا لے کس کی دہائی دے جو معاف کرنے والا ہے، اپنے مضطرب بندوں کی پکار سننے والا ہے اس کو کہاں ڈھونڈے، اس سے کیسے لو لگائے، اسکی چوکھٹ پر کیسے پیشانی رگڑے اور مانگے و گڑگڑائے، آقا نے اپنے ان مضطرب بندوں کو اپنا پتہ بتایا اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ (سورۂ بقرہ ۱۸۵ تا ۱۸۶)

اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہدو کہ) میں تو تمہارے پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔

کوئی حد ہے آقا کے رحمن و رحیم ہونے کی کہ پتہ بھی بتایا اور رحمت کے دروازے چوپٹ کھول دئے۔ فرمایا تم ہماری طرف ایک ہاتھ بڑھتے ہو تو ہم دو ہاتھ بڑھتے ہیں، تم چل کر آتے ہو تو ہم دوڑ کر آتے ہیں یہ تو ہر آن و ہر لحظہ کی بات ہے۔ فرمایا، ہم تمہارے لئے رحمت کا ایک بازار لگا دیتے ہیں اور سرکش شیاطین کو بند کر دیتے ہیں۔ تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں تم مانگ کر تھک جاؤ گے ہم دینے سے نہ تھکیں گے، نہ ہمارے خزانۂ عامرہ میں کوئی کمی آئیگی۔

فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (بقرہ ۱۸۳)

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

اس ادائیگی فرض کا صلہ یہ ہے کہ تمہارے منہ سے خلو معدہ کے سبب آنے والی بو بھی ہم کو مشک سے زیادہ محبوب ہوگی تم طلوع صبح صادق سے قبل سحری سے ہاتھ اٹھا لوگے تو ہم اس پر بھی تم کو نوازیں گے اور آفتاب غروب ہوتے ہی لپک کر افطاری کی طرف ہاتھ بڑھا دوگے تو اس پر بھی نہال کریں گے، کسی روزہ دار کو افطار کرادوگے تو اتنا ہی دیں گے جتنا اس روزے دار کو، اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہ کریں گے۔

فرمایا، روزہ کا صلہ میں خود دوں گا یا (باختلاف روایت) صلہ میں خود ہوں گا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جب ہم کو یہ معلوم ہوا کہ ہم دنیا سے ایک سال دور اور آخرت سے ایک سال قریب ہوگئے اور اب یہ رحمت و مغفرت کا بازار لگا ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ان مبارک گھڑیوں سے کیا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تراویح کا اہتمام ذکر و تلاوت میں مشغولیت

(بقیہ صفحہ ۶ پر)

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs. 24/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب وسنت سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ثواب

مولانا عبد الحی رح

آیت:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحم فرماتا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا— قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ذلیل ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر پر جشن نہ مناؤ اور مجھ پر درود بھیجو تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے تم چاہے جہاں ہو۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان کہتے سنو تو تم بھی وہی کلمات (اذان) دہراؤ اور جب اذان ختم ہو جائے تو مجھ پر درود بھیجو، جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتیں بھیجتا ہے، اس کے بعد میرے لئے وسیلہ مانگو، وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے ایک بندہ کو ملے گا اور امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ تو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا۔ اس کے لئے میری شفاعت جائز ہو جائے گی۔ (ترمذی)

حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل دن جمعہ ہے تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھ کو پیش کیا جائے گا صحابۂ کرام نے عرض کیا اللہ کے نبی! ہمارا درود آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا آپ کا جسم مبارک تو بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسم کو زمین پر حرام فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ کے نبی میں آپ پر بہت درود بھیجتا ہوں تو آپ پر کتنا درود بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا چوتھائی؟ آپ نے فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کروگے تو تمہارے ہی حق میں بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا نصف؟ آپ نے فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کروگے تو تمہارے ہی حق میں بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا کہ پھر دو تہائی کرلوں؟ آپ نے فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کروگے تو تمہارے ہی لئے بہتر ہوگا، تو انھوں نے کہا تب تو سب درود آپ ہی پر بھیجا کروں گا، آپ نے فرمایا تو تمہارے سارے غم دور ہوں گے اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے عرض کیا اللہ کے نبی! آپ پر درود ہم کس طرح بھیجیں؟ آپ نے فرمایا اس طرح پڑھو— اللّٰهم صل علی محمد و علی ازواجه و ذریته کما صلیت علی آل ابراهیم و بارک علی محمد و علی ازواجه و ذریته کما بارکت علی آل ابراهیم انک حمید مجید۔

(اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کی ذریات پر جیسا تونے درود نازل فرمایا آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کی ذریات پر جیسا کہ تونے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے، ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی! ہم کو آپ بتائیں کہ آپ کو سلام کس طرح کریں اور درود کس طرح بھیجیں؟ آپ نے فرمایا کہو، اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید، اللّٰهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید۔ (اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آپ کی آل پر، جیسا کہ تونے درود نازل فرمایا حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آپ کی آل پر جیسا کہ تونے برکت نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو اچھی طرح درود بھیجو، تمہیں معلوم نہیں کہ شاید یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان سے کہا ہمیں آپ سکھا دیجئے تو انھوں نے کہا تم لوگ کہو۔ اللّٰهم اجعل صلاتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة، اللّٰهم ابعثه مقاما محمودا یغبطه به الاولون والآخرون، اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید، اللّٰهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید۔

(اے اللہ! اپنے درود اور اپنی رحمت اور اپنی برکتیں نازل فرما سید الرسل امام المتقین خاتم النبیین اپنے بندے اور رسول محمدؐ پر جو خیر کے امام اور خیر کی طرف رہنمائی کرنے والے اور رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ! تو انھیں مقام محمود تک پہنچا جس پر اگلے پچھلے سب رشک کرتے ہیں، اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آپ کی آل پر جس طرح تونے سیدنا ابراہیمؑ اور آپ کی آل پر درود نازل فرمایا، بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اے اللہ! تو برکت نازل فرما سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تونے برکت نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ پر اور آپ کی آل پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے)۔ (ابن ماجہ)

روزے کی فضیلت اور رمضان کی اہمیت

مولانا عبد الشکور فاروقی رح

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے اس کی بیش از بیش تاکید سے ماہرین شریعت خوب واقف ہیں مگر اس کا فرا تارک اسکا فاسق ہے، اس کی فضیلت کے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کہ بعض علماء نے اس کے بے انتہا فضائل کو دیکھ کر اس کو نماز جیسی عظیم الشان عبادت پر ترجیح وتفضیل دی اور اپنے قول کی تاکید وتائید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پیش کی ہے جس کو امام نسائی نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلائیے جسکو میں آپ سے یاد رکھوں آپ نے فرمایا کہ روزے کو اپنے اوپر لازم کرلو اسلئے کہ کوئی عمل اسکے مثل نہیں، اگرچہ اکثر علماء کا مذہب تفضیل نماز ہے اور وہی حق ہے۔ (شرح سفر السعادۃ) پس جب اسمیں اختلاف ہو رہا ہے کہ نماز افضل ہے یا روزہ تو اب کسی دوسری عبادت کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ہمسری کرسکے زکوٰۃ ہو یا حج۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید کو اگر دیکھئے تو کہیں روزے کی فرضیت بیان ہو رہی ہے کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ چند دنوں جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور کہیں روزے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر اور مفید ہے کہیں ماہِ صیام کی بزرگی ظاہر فرمائی ہے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ رمضان کا مہینہ جسمیں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور نشانیاں ہیں ہدایت کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی حتی کہ ایک پوری سورت اس کی ایک رات کی فضیلت میں نازل ہوئی اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ بیشک ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں اور تم جانتے ہو کہ کیا رتبہ ہے لیلۃ القدر کا، لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے نماز جو بالاتفاق تمام عبادات میں اعلیٰ اور اعظم ہے۔

ایسے مسائل بھی کتاب اللہ میں [illegible] نہیں ہیں جتنے روزے [illegible] کے احکام بیان ہوتے ہیں کہ مَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ جو شخص تم میں سے [illegible] اس مہینے کو تو چاہئے کہ روزہ رکھے اس کا کہیں روزے [illegible] ارشاد ہوتے ہیں کہ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ پھر پورا کرو روزہ کو رات تک اور کہیں کھانے کی اجازت [illegible] بیان فرمایا جاتا [illegible] حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ [illegible] کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو تم کو سفید لکیر (صبح صادق) سیاہ لکیر (رات سے) فجر کے وقت کہیں شب کے وقت جماع وغیرہ کی اجازت عطا ہوتی ہے کہ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ جائز کر دیا گیا تمہارے لئے روزے کی رات میں لذت حاصل کرنا اپنی عورتوں سے وہ تمہاری چھپانیوالی ہیں اور تم ان کے چھپانے والے، کہیں اعتکاف کا ذکر ہو رہا ہے وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ اور نہ لو (جماع کرو) عورتوں سے جس حالت میں تم معتکف ہو مسجدوں میں کہیں اس کی قضا کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اس کو شمار کرنا چاہئے دوسرے دنوں سے کہیں معذورین کے حق میں خطاب ہوتا ہے کہ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ اور ان لوگوں پر جو نہیں طاقت رکھتے ہیں اس روزے کی واجب ہے صدقہ ایک محتاج کا کھانا۔

غرضکہ اسی طرح بکثرت کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے کہیں صراحۃً کہیں اشارۃً صبر کی لفظ سے قرآن مجید میں اکثر یہی مراد ہے قولہٗ تعالیٰ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ مدد چاہو روزے اور نماز سے مراد یہاں روزہ ہے۔ (تفسیر جلالین)

اب حدیث کو دیکھئے:۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں رمضان کی پہلی رات ہوئی شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا بند نہیں رہتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر سامنے آ اور اے طالب شر رک جا اور اللہ آزاد کرتا ہے لوگوں کو دوزخ سے اور یہ ندا اور آزادی ہر روز ہوتی ہے (ترمذی)

کسی کو شبہ ہو کہ شیاطین مقید ہو جاتے ہیں تو چاہیے کہ کوئی شخص اس ماہ مبارک میں گناہ اور نافرمانی نہ کرے حالانکہ مشاہدہ اسکے خلاف ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ گناہوں کی کمی تو ظاہر ہو جاتی ہے بہت سے بے نمازی نماز پڑھنے لگتے ہیں، رمضان کے نمازی مشہور ہیں [illegible] نفس انسانی جو گیارہ مہینے [illegible]

[illegible] استاد بود
[illegible] بود

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آگیا رمضان کا مبارک مہینہ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے اور دوزخ کے دروازے بند کر دئیے جاتے ہیں اور قید کر دیئے جاتے ہیں اس میں سرکش جن۔ اس میں ایک رات اللہ کی ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے جو کوئی اس کے فائدے سے محروم رہا وہ بے شک بے نصیب ہے

(نسائی، مسند امام احمد)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے لوگوں تم پر سایہ فگن ہوا ہے ایک بزرگ مہینہ ایک مبارک مہینہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے اللہ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں کو عبادت کرنا سنت قرار دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں اللہ کا تقرب چاہے کوئی نفل عبادت کر کے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور دنوں میں فرض ادا کرے اور جو اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور دنوں میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ ہے صبر کا اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ مہینہ [illegible] مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے اور جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلائے اس کے سب گناہ بخش دئیے جائیں گے اور دوزخ سے آزاد کر دیا جائے گا اس کو اسی قدر ثواب ملے گا جس قدر اس روزہ دار کو بے اس کے کہ اس روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی کیجائے سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس قدر نہیں پاتا ہے جس سے روزہ دار کا روزہ افطار کرائے ارشاد ہوا کہ اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیگا جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے ایک گھونٹ پانی یا ایک چھوارے سے کرائے اور جو سیر ہو کر کھلائے اس کو اللہ میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ پھر پیاسا نہ ہو گا آخر جنت میں داخل ہوگا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا شروع پہلا عشرہ رحمت ہے اور درمیان مغفرت ہے اور اس کا آخری آزادی ہے دوزخ سے جو کوئی اس مہینے میں اپنے غلام سے کم کام لے اللہ اس کو بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان سب مہینوں کا سردار ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سب لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور مسجد میں اس اونٹ کو بٹھا کر وہیں باندھ دیا پھر ہم لوگوں سے پوچھا کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ ہم لوگوں کے درمیان میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں تب اس نے آپ سے عرض کیا کہ اے ابن عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اس نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور پوچھنے میں سختی کروں گا آپ اپنے دل میں رنجیدہ نہ ہوں، آپ نے فرمایا جو کچھ

(بقیہ ص۱۱ پر)

مسلمانوں کو

ایک دینی اور ملی فیصلہ کی ضرورت

اور

اس کی طاقت وتاثیر

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

(صدر دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش) کی وہ تقریر جو انھوں نے ۱۸ اپریل ۱۹۸۲ء کو بہرائچ کی ضلع دینی تعلیمی کانفرنس میں بحیثیت صدر کے فرمائی، تقریر ٹیپ کر لی گئی تھی قلم بند ہونے اور مولانا کی نظر ثانی کے بعد شائع کی جا رہی ہے۔ افسوس ہے کہ بعض مجبوریوں کی بنا پر اس کی اشاعت میں خاصی تاخیر ہو گئی

حمد وصلوٰۃ کے بعد!

حضرات! اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بعد (جو اصل طاقت ہے) دنیاوی لحاظ سے سب سے بڑی طاقت جو زندگی کے پہیے کو رواں دواں رکھے ہوئے ہے، جو مختلف وقتوں میں دنیا میں تبدیلیاں لاتی رہتی ہے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے کھسکا دیتی ہے، دریاؤں کے رخ موڑ دیتی ہے سلطنتوں کے چراغ گل کر دیتی ہے، ایسے واقعات کو جن کا تصور بھی مشکل ہوتا ہے وجود میں لے آتی ہے، وہ انسانی فیصلہ ہے، اسی فیصلہ نے بارہا افراد کی، اور خاندانوں کی نہیں، قوموں کی اور انسانیت کی تقدیر بدل دی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کا اظہار اور زندگی کا استحقاق ثابت کر کے بار آور زندگی کے گزارنے کی مہلت لے، اور اس کے برعکس اپنی نااہلی کفران نعمت اور ظلم وفساد کا مظاہرہ کر کے زندگی کے حق اور اللہ کی نعمتوں سے محرومی کا فیصلہ کرالے، اسی کا نام ہے تقدیر کا بدل جانا۔ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" اللہ فرماتا ہے کہ وہ کسی قوم کو دی ہوئی نعمت اس وقت تک نہیں چھینتا، اور اس کی تقدیر نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حالات میں تبدیلی پیدا کر کے ورنا شکری کر کے نعمت خداوندی سے محرومی اور عزت کے بعد ذلت کا فیصلہ نہ کرالے

انسانی فیصلہ کی طاقت اور کرامت کی ایسی مثالیں ہیں، جن کا باور کرنا مشکل ہو اس کی ایک شہادت آپ کا شہر پیش کرتا ہے کہ خدا کا ایک بندہ غزنہ افغانستان سے رفقاء کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اس ملک میں جو ایک بر اعظم (Sub Continent) ہے داخل ہوتا ہے، وہ توحید کا پیغام پہنچانے اور انسانوں کو انسانیت کا سبق سکھانے کے لیے سر ہتھیلی پر رکھ کر آئے۔ عقل کا فیصلہ صریحاً اس کے خلاف تھا، کوئی آدمی صحیح الحواس ہونے کے ساتھ اس کی ہمت نہیں کر سکتا تھا کہ اتنے لمبے چوڑے ملک میں ساتھیوں کی اتنی تھوڑی تعداد کے ساتھ قدم رکھے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب سواد اور ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کی یہ آسانیاں نہیں تھیں، لیکن وہ اس دور دراز مقام سے منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا، راستہ میں اپنے سفر کی نشانیاں چھوڑتا ہوا اس خطہ میں آکر اپنے کام کو ختم کر دیتا ہے یا اس سے اس کام کو ختم کرا دیا جاتا ہے، آج وہ یہاں آسودۂ خاک ہے، ایک فرد کے فیصلہ کی طاقت کا ایسا روشن ثبوت ہر جسم کی مثال دور دور نہیں ملتی۔

اس دنیا میں انسان نے جو کچھ کیا ہے وہ اپنے فیصلہ سے کیا ہے۔ آسان سے آسان کام بھی بغیر ارادہ اور فیصلہ کے انجام نہیں پاتا، روٹی کا لقمہ جو آپ توڑ کر اپنے منہ میں ڈالتے ہیں یہ بھی آپ کے فیصلہ کے بغیر نہیں ہو سکتا، کاشتکار کی محنتوں کو چھوڑیے کہ وہ گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں اور کڑاکے کی سردی میں بستر سے اٹھ کر اپنے کھیت پر پہونچ جاتا ہے، دوپہریوں کو توے کی طرح دہکتی زمین پر کس طرح اپنا کام انجام دیتا ہے اس کی اس جانفشانی کے نتیجہ میں روٹی کا جو ٹکڑا آپ کے ہاتھ میں آتا ہے وہ بھی آپ کے منہ تک اس وقت تک نہیں پہونچ سکتا جب تک آپ یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ آپ کو کھانا ہے، اگر آپ سوچتے ہی رہیں کہ میں اپنے منہ تک روٹی کا ٹکڑا لے جاؤں یا نہ لے جاؤں تو دن گزر جائے گا اور رات بیت جائے گی اور وہ لقمہ ہاتھ کا ہاتھ ہی میں رہے گا۔ اگر آپ روزے سے ہیں اور آپ نے روزہ کھولنے کا فیصلہ نہیں کیا جس کے لیے آپ سارے دن گھڑی کے منٹ اور سکنڈ گنتے رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو آپ کو افطار کرا سکے، یہی افراد کا معاملہ ہے یہی قوموں کا معاملہ ہے۔

جو قوم خود فیصلہ نہیں کرسکتی دنیا کی ساری تدبیریں حکمت وسائنس بلکہ طاقتور سلطنتیں بھی اس قوم کی مدد نہیں کر سکتیں، جن قوموں نے اپنے ضمیر کے ساتھ اپنے عقیدے اور اپنے ایمان کے ساتھ ان اصولوں کے ساتھ جو ان کو جان سے زیادہ عزیز تھے دنیا میں باقی رہنے کا فیصلہ نہیں کیا ان کا نام حرف غلط کی طرح لوح جہاں سے مٹا دیا گیا، دنیا جس کو تاریخ کہتی ہے، یہ سلطنتوں کی تاریخ نہیں ہے، تہذیبوں کی تاریخ نہیں ہے، علم ودانش کے فروغ وترقی کی تاریخ نہیں ہے، ذہانتوں کی تاریخ نہیں ہے، ایک جملہ میں یہ انسانی فیصلوں کی تاریخ ہے، فیصلوں نے سلطنتیں قائم کی ہیں اور مٹادی ہیں، فیصلوں نے تہذیبیں پیدا کی ہیں اور تہذیبوں کا گلا گھونٹ دیا ہے، فیصلوں نے قوموں کو... دنیا کے ایک سرے سے اٹھا کر دنیا کے دوسرے سرے پر پہونچا دیا ہے اور عزم وفیصلہ کی غیر موجودگی نے جیتی، جاگتی، دوڑتی، بھاگتی زندہ اور توانا قوم کو بے جان مجسموں کی طرح باقی رکھا اور مردوں کی طرح دفن کر دیا۔

جب کبھی ہندوستانی مسلمانوں کی ذہنی و فکری وتعلیمی تاریخ بلکہ ان کی ملی تاریخ دیانتداری کے ساتھ لکھی جائے گی تو اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا کہ اس ۲۰-۲۵ سال کی مدت میں دینی تعلیمی کونسل نے کیں فکر دیا؟ کیا شعور بیدار کیا کس طرح ہندوستانی مسلمانوں کے دینی تعلیمی مقدمہ کو مضبوط دلائل سے ثابت کیا، آپ صرف اس کی سالانہ کانفرنسوں کے خطبات صدارت کی ورق گردانی کر لیجیے، ابھی جو دو پر اثر اور فکر انگیز مقالے پڑھے گئے ہیں ایک محترم سید حامد صاحب (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کا خطبۂ افتتاحیہ دوسرا جناب ریاض الدین صاحب جنرل سکریٹری دینی تعلیمی کونسل کی سالانہ رپورٹ، وہی مسلمانوں کے تعلیمی مسئلہ کو سمجھنے اور اس کی سنگینی اور نزاکت کا احساس کرنے کے لیے کافی ہیں۔

لیکن اس مقدمہ کے اندر بھی جان آپ کے فیصلہ سے آئے گی، انسان کی ساری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر عزم وفیصلہ کی وہ طاقت رکھی ہے کہ پہاڑ اور دریا اس کا راستہ نہیں روک سکتے، یہ طارق بن زیاد کا فیصلہ تھا جس نے اندلس (اسپین) میں آٹھ سو برس تک نہ صرف اسلامی سلطنت کو قائم رکھا بلکہ اسلامی تہذیب اور اسلامی علوم و فنون کے دریا بہا دیے اور یورپ تک اس کا فیض پہونچا، یہ محمد بن قاسم کا ایک فیصلہ تھا کہ وہ سندھ میں آیا اور اس نے نہ صرف فتوحات اور کامیابی حاصل کی بلکہ قبولیت ومحبوبیت کا مقام حاصل کر لیا، ہمیں عرب مورخ بتلاتے ہیں کہ عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے جب اسلامی فوجوں کو مامور کیا تو فوج کی رسد کے لیے نسخہ بتایا کہ روٹیوں کو سرکہ میں تر کر کے خشک کر لو۔

اور ان روٹیوں کا گٹھر اپنے ساتھ باندھ کر لے جاؤ، جہاں کھانے کو کچھ نہ ملے ان روٹیوں کو پانی میں ڈال دینا ان میں سرکہ کا مزہ پیدا ہو جائے گا اور سالن کی ضرورت نہ ہوگی، دنیا میں اس طرح بھی کامیابیاں اور فتوحات حاصل ہوئی ہیں کہ لشکر کے ساتھ نہ رسد ہے نہ کمک، نہ رہبر ہے نہ سواریوں کا انتظام، یہ سب فیصلۂ انسانی کی کارفرمائی اور عزمِ محکم کی مسیحائی ہے بقول شاعر ؎

اولوالعزمانِ دانشمند جب کرنے پر آتے ہیں
سمندر پائتے ہیں، کوہ سے دریا بہاتے ہیں

بڑے کاموں کے لیے فرہاد کا جگر اور قیس کا جنون چاہیے، خدا جانے انسانی نسل میں کتنے قیس و فرہاد گزرے ہیں جہاں پانی کا قطرہ نہیں تھا وہاں انھوں نے دریا بہا دیے، جہاں ایک پتا نہیں تھا وہاں انھوں نے گلستاں پیدا کر دیے۔

عزمِ محکم ہے نشانِ قیس و شانِ کوہ کن
عشق نے آباد کر ڈالے ہیں دشت و کوہسار

میرے دوستو اور بھائیو!

آپ نے ابھی فیصلہ ہی نہیں کیا ہے کہ آپ کو اس ملک میں ہر حال میں مسلمان بن کر رہنا ہے، آپ ایسی زندگی سے بیزار ہیں جس میں سب کچھ ہو لیکن عقیدہ اور ایمان کا تحفظ نہ ہو، آپ نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ آپ ان پالتو اور ناز پروردہ جانوروں اور پرندوں کی طرح زندگی گزاریں گے جن کو راتب کا ملنا کافی ہے۔ ہم محض "راتب" پر اسی ملک میں نہیں، کسی عرب یا خالص مسلمان ملک کی سرزمین پر بھی رہنے پر تیار نہیں، جہاں "راتب" کے سوا ہم کو باعزت آزاد اور اپنے ضمیر و عقیدہ کے مطابق زندگی گزارنے کی دولت میسر نہیں سارا شکوہ اور سارا گلہ اسی بات کا ہے کہ ہم ہندستانی مسلمانوں نے ابھی اچھی طرح سے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا کہ ہم ہر چیز کی قربانی کے لیے تیار ہیں، ایمان اور عقیدہ کی قربانی کے لیے تیار نہیں، اس آدھی رات کو جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جس میں جھوٹ بولنے والا بھی جھوٹ بولنے سے ڈرتا اور پناہ مانگتا ہے، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کو ایمان سب سے بڑھ کر عزیز ہے، ایمان کے بغیر بچوں کا جینا بھی آپ کو مطلوب نہیں اسی وقت سے حالات میں تبدیلی آجائے گی اور مشکلات کے پہاڑ (اگر وہ مشکلات خیالی نہیں بلکہ واقعی ہیں) اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔

تاریخ اسلام میں مرد تو مرد، ماؤں نے بھی اپنی اس ایمانی طاقت اور عزم و فیصلہ کا ثبوت دیا ہے، انھوں نے اپنے لڑکوں کو اپنے ہاتھ سے کفن پہنا کر میدان کارزار کے لیے رخصت کیا اور کہا کہ بیٹا پیٹھ پھیر کر اور میدان کارزار سے بھاگ کر ہم کو منھ نہ دکھانا، یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب حق و انصاف کے لیے میدان کارزار میں جانا پڑتا تھا، مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اگر وہ خواب میں دیکھ لے کہ اس کا بچہ ایمان سے محروم ہو کر دنیا میں چل پھر رہا ہے، کھا کما رہا ہے تو سوتے سوتے اس کی چیخ نکل جائے، لوگ پوچھیں کہ کیا بات ہے، خیریت ہے؟ تو وہ کہے میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ میرا بچہ وقت کا بہت بڑا سرمایہ دار، عہدہ دار بن گیا لیکن ایمان سے محروم ہے، دین کی دولت ایسی نہیں کہ انگلی ہلائے بغیر مل جائے، خدا کے پیغمبروں نے بھی جن سے بڑھ کر فیاض اور انسانیت کا درد مند کوئی ہو نہیں سکتا، ان لوگوں سے کہہ دیا جو ایمان کی نعمت سے استغناء برت رہے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں "أنلزمكموها وأنتم لها كارهون" (کیا ہم ایمان کی دولت زبردستی تمھارے گلے لگائیں اور سر منڈھ دیں چاہے تم کو اس کی قدر نہ ہو اور تم کہتے رہو کہ نہیں نہیں) یہ خدا کے ان پیغمبروں کے متعلق آتا ہے جن کے ایک فرد فرید (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق کہا گیا ہے، "لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين" (کیا آپ ان ناقدروں کے پیچھے کہ ایمان نہیں لاتے اپنی جان دے دیں گے)

صاحبو!

میں دس باتیں حکومت سے شکایت کی کر سکتا ہوں، مجھے خدا کے فضل سے دنیا کی کسی حکومت سے سچی بات کہنے میں کوئی باک نہیں اس لیے کہ مجھے کسی حکومت سے لینا دینا نہیں، لیکن میں غلط سمجھتا ہوں کہ ساری ذمہ داری حکومت کے سر ڈال دوں، یہ میرے ضمیر، میرے علم و مطالعہ اور دیانتداری کے خلاف ہے، جب مجھے حکومت ہی سے کہنا ہوگا تو مجھے وہ زبان آتی ہے، اور میں اپنے اندر وہ جرأت پاتا ہوں کہ اس سے کہوں لیکن جب آپ سامنے ہوں گے تو میں آپ کا گریبان پکڑوں گا، آپ نے اجتماعی طور پر اور ملی سطح سے صفائی سے ابھی تک یہ بات نہیں کہی ہے کہ ایمان و عقیدہ کے تحفظ کے بغیر اور اس اطمینان کے بغیر کہ ہماری آئندہ نسل بھی مسلمان رہے گی ہم ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہنا چاہتے اور یہ تحفظ اور انتظام ہمارے لیے پانی اور بجلی کی سپلائی، راشن کی دکانوں، حفظان صحت اور علاج کی سہولتوں اور جان و مال کی حفاظت سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ان کا تعلق صرف جسمانی زندگی اور تحفظ سے ہے اور عقیدہ و ایمان کی بقا اور ان کی تعلیم و تلقین کی سہولتوں کا تعلق ایمانی زندگی اور روح سے ہے جس کا اثر ابد الآباد تک باقی رہے گا۔ ہم نے ابھی تک اس حقیقت کو نہیں سمجھا کہ خدا کے یہاں وہ زندگی زندگی نہیں کہلاتی اور وہ مسلمان مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں جو ایمان سے محروم ہو اور اس کا رشتہ ملت ابراہیمی، تعلیمات محمدی اور صحیفۂ آسمانی (قرآن) سے مربوط نہ ہو، قرآن ایسے انسانوں کو "إن هم إلا كل الأنعام بل هم أضل" کہتا ہے (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے) کہیں کہتا ہے "فذرهم يأكلوا ويتمتعوا" (ان کو چوپایوں کی طرح کھانے پینے دو)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے "يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم نارا" (اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ) جو زندگی ایمان سے محرومی، خدا کی نافرمانی، خدا کے خلاف سرکشی اور خدا کے پیغمبروں کی تعلیمات سے سرتابی کے ساتھ گزرتی ہے، وہ حقیقت میں ایک طویل تدریجی خودکشی ہے اور اگر اس کا تعلق آئندہ نسل سے ہے تو وہ ایمانی اعتبار سے ایک وسیع نسل کشی (Genocide) ہے

میں آپ کے دلوں پر دستک دے رہا ہوں بلکہ آپ کے دل میں چٹکی لے رہا ہوں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے فیصلہ کیا یا نہیں؟ کیا آپ کے اور آپ کے فیصلہ کے درمیان دینی تعلیم کے تحفظ اور اس کے انتظام کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ ہے جو بہرائچ اور غزنی کے درمیان تھا اور جس کو غزنی کے ایک مرد مجاہد نے ایک جست میں طے کر لیا وہ بڑے عالی خاندان تھے، وہ کیا چیز تھی جو ان کو اپنے ملک میں نہیں ملی تھی وہ اجر و ثواب حاصل کرنے اور خدا کا پیغام پہنچانے کے لیے اتنا بڑا فاصلہ طے کر کے آئے، ایک ہم اور آپ ہیں کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے انتظام کے سلسلہ میں تھوڑا سا خطرہ بھی مول نہیں لے سکتے ہیں، جنرل سکریٹری صاحب کی رپورٹ سن رہا تھا اور شرم کے مارے پانی پانی ہوا جا رہا تھا کہ بچوں کے والدین کہتے ہیں کہ آپ ہمارے لڑکوں کا کیریر خراب کرنا چاہتے ہیں، یہ اردو پڑھیں گے تو اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جائیں گے، دینی تعلیم میں وقت صرف کریں گے تو مقابلہ کے امتحانوں میں ان لوگوں سے پیچھے رہ جائیں گے جنھوں نے ہندی کے ذریعہ تعلیم حاصل کی ہے اور مذہبی تعلیم پر وقت صرف نہیں کیا ہے "یہ اندیشہ ہائے دور دراز" محض ذہن کی خلاقی ہیں، اس کی نوبت بھی آئے گی کہ نہیں؟ آپ جانتے ہیں اگر خدا نے کسی بچہ کو ذہانت اور محنت کا جوہر اور مادہ دیا ہے تو کیسی اردو اور کہاں کی ہندی؟ زبانوں کا فرق باقی نہیں رہتا لیکن یہ سوچ کر کہ ہو سکتا ہے کہ اس کو ۲۰ کے بجائے ۱۹ نمبر ملیں، والدین کی تیوری چڑھ جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ صاحب یہ ہمارے بچے کے گلے پر چھری پھیرنا ہے، یہ ہے ہمارے یہاں ایمان کی قیمت۔

۱۹۷۷ء میں ٹورنٹو (Torento) کن ڈا میں ایک تعلیم یافتہ مجمع کے سامنے جس میں ہندستانی پاکستانی اور عرب سب تھے۔ میری تقریر تھی، میں نے کہا کہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کو کسی دن یہ شبہ ہو جائے کہ آپ کی آئندہ نسل (آپ نہیں، آپ تو جوان یا ادھیڑ عمر کے ہیں اور جو کچھ آپ کو تعلیم حاصل کرنی تھی حاصل کر چکے ہیں) دین پر قائم نہیں رہ سکے گی اس لیے کہ یہاں اس کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں اور ماحول اسلام دشمن اور ایمان کش ہے، تو آپ کے لیے یہاں

رہنا حرام ہے، آپ قافلہ بنا کر اگر پیدل چلنا ہو تو پیدل، یہاں سے رخت سفر باندھ لیجیے لوگ مرتے جائیں اور آپ ان کو راستہ میں دفن کرتے جائیں، یہاں تک کہ یہاں سے چلے تھے تو ہزاروں کی تعداد میں تھے، اپنے ملک میں پہونچے تو درجنوں کی تعداد میں رہ گئے، یہ ادا خدا کو پسند آئے گی اور آپ آخرت کے مواخذہ سے بچ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"ان الذين ..... عفوا غفورا (سورہ نساء رکوع ۱۵)

ترجمہ: "جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے! فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے، ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں قریب ہے کہ خدا ایسوں کو معاف کر دے اور خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔"

اگر آپ اس کی تحقیق کریں گے تو معلوم ہوگا کہ جن لوگوں نے "كنا مستضعفين في الأرض" (ہم اپنے ملک میں عاجز و ناتواں تھے) کہا تھا آپ ان سے یقیناً زیادہ آزادی اور قدرت رکھتے ہیں، میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ ہم ہندستانی مسلمان اتنے لاچار اور مجبور اور دست و پابستہ ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو اپنے عقیدہ و ایمان اور اپنی تہذیبی خصوصیات کے مطابق مسلمان باقی رہنے کا سامان نہیں کر سکتے۔ سید حامد صاحب نے بجا طور پر کہا کہ مسلمان اس ملک میں دوسری بڑی اکثریت ہیں، وہ آئینی طریقہ پر اپنا یہ حق تسلیم کروا سکتے ہیں کہ وہ اس ملک میں اپنے دینی و اعتقادی امتیاز اور ملی تشخص کے ساتھ رہیں گے، اس ملک کا دستور بھی اس کی ضمانت دیتا ہے، پھر مسلمانوں کو بطور خود اس کا انتظام کرنے، گھروں میں صحیح دینی تعلیم دینے اور دینی تعلیم اور اردو زبان سکھانے کے لیے مکاتب و مدارس قائم کرنے، مساجد میں اور خارجی اوقات میں دینی تعلیم دلانے سے کوئی نہیں روکتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس ملک میں اس واضح (اقلیتی) اکثریت اور سیاسی وزن کے ساتھ رہے اور آپ نے اپنے بچوں کے ایمان کے بچانے کا انتظام نہ کیا تو ڈر ہے کہ مرتے وقت ہم سے کہا جائے "فيم كنتم" (تم کس حال میں تھے، کس حال میں تم آرہے ہو) اگر ہم سے نہیں تو ہماری اولاد سے سوال ہوگا، اور آپ جانتے ہیں کہ ان کا کیا جواب ہوگا؟ قرآن مجید میں وہ جواب بھی منقول ہے:

"وقالوا ربنا ..... والعنهم لعنا كبيرا"

(سورہ الاحزاب، رکوع ۸)

ترجمہ:۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا، تو انھوں نے ہم کو رستہ سے گمراہ کر دیا، اے ہمارے پروردگار ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر،

آخر میں پھر کہتا ہوں کہ سارا انحصار آپ کے فیصلہ پر ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کب یہ فیصلہ کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ آپ نے پورے عزم و ارادہ ہوش و حواس کی سلامتی اور ایک شریف و باعزت، با اصول و باضمیر ملت کے احساس ذمہ داری کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے، اسی فیصلہ پر ہمارے حال اور مستقبل کا انحصار ہے، اور یہی ملی مسائل کا اصل حل ہے اور دین کا مطالبہ۔

بقیہ ص: ۸

کی بلکہ انوکھے طرح کے ہوں گے، دیکھنے والے کو ان سے وحشت ہوگی ان کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ مومن کی عزت بڑھے اور برزخ میں منافقوں کو دوبارہ اٹھائے جانے تک ان کے ذریعہ رسوا کرتا رہے یہ دونوں فرشتے اس سے سوال کریں گے تو وہ کوئی جواب نہ دے گا پھر وہ اس کو طرح طرح کے عذاب دیں گے کہ جس کے ہول سے بچہ بوڑھا ہو جائے، قبر اس پر تنگ کر دی جائیگی آگ کا فرش لگا دیا جائے گا، اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور قیامت تک اس کی روح بے چین (جہنم) میں رہے گی۔

بقیہ ص ۳ - اداریہ

لایعنی و بدکلامی سے پرہیز، اللہ کے محتاج بندوں کی مدد و تعاون، غصہ و جھنجھلاہٹ سے بچنا اور اس مبارک مہینہ کے ایک ایک لمحہ سے فائدہ اٹھانے کی فکر کرنا یہ ہمارا شیوہ ہونا چاہیے۔

یہ نہ بھولئے کہ رمضان المبارک کی خیر و برکت میں کوئی کمی نہیں آئی سب وہی ہے جو اللہ کے رسول نے بتایا اور سنایا ہے کمی ہمارے لینے اور مانگنے میں آگئی ہے ہم روزہ بھی رکھتے ہیں اور دوسروں کا حق بھی مارتے ہیں، ہم روزہ رکھتے ہیں اور اپنی نگاہوں کو بھی آزاد چھوڑ دیتے ہیں، ہمارے روزے کے مشاغل سونے اور افطار و سحری کے اہتمام پر ختم ہو جاتے ہیں یہ بڑی محرومی و بدنصیبی کی بات ہے اس غفلت سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے اور ان مبارک دنوں کی قدر کرنے کی بھرپور توفیق دے۔ یہ رمضان المبارک کی گھڑیاں ہیں۔ دیکھئے یہ ہرگز نہ بھولئے کہ ہم آپ دنیا سے ایک سال دور اور آخرت سے ایک سال نزدیک ہو چکے ہیں، اور کسے خبر کہ پیام اجل کب آتا ہے اور ؎

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلے گا بنجارا

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY, 3.
Tele: Add. CUPKETTLE
Phone { SHOP: 862220 / RESI: 898684

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

۴۴ - حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

نیک و بد کی موت کا منظر

محمد محمود صواف ——— ترجمہ: شمس الحق ندوی

حضرت براء ابن عازبؓ کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جانکنی کے وقت فرشتے آجاتے ہیں، اگر وہ شخص نیک اور صالح ہے تو رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور روح قبض کرنے سے پہلے اس کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور روح بڑی آسانی اور سکون کے ساتھ پرواز کر جاتی اور ملأ اعلیٰ میں پہنچکر اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت سے بہرہ ور ہوتی ہے اور اگر مرنے والا شخص کافر یا منافق ہے تو جانکنی کے وقت وہ طرح طرح کے عذاب اور ذلت و رسوائی کی چیزیں دیکھتا ہے، روح نکلنے کے وقت بھی اور آسمان کی طرف پرواز کرنے کے وقت بھی، حضرت براء ابن عازب کی حدیث درج ذیل ہے:

"حضرت براء ابن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے، جب قبر کے پاس پہنچے تو لحد نہیں تیار ہوئی تھی، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے آپؐ کے ساتھ ہم لوگ بھی اس خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہو، آپؐ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس سے آپؐ (سر جھکائے) زمین کو کرید رہے تھے، پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا: عذاب قبر سے پناہ چاہو، یہ آپؐ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا، اس کے بعد آپؐ نے کہا، مومن بندہ جب دنیا چھوڑ رہا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہو رہا ہوتا ہے تو آسمان سے اس کے پاس فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح دمک رہے ہوتے ہیں، ان کے ساتھ جنت کا کفن اور خوشبو (حنوط) ہوتی ہے وہ فرشتے اتنی بڑی تعداد میں ہوتے ہیں کہ تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں، پھر موت کا فرشتہ آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خوش نصیب تو اللہ کی مغفرت و رضامندی کی طرف پرواز کر جا، آپؐ نے فرمایا اس کے بعد روح اس طرح دھیرے دھیرے سہولت کے ساتھ نکلتی ہے جس طرح مشکیزہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے اور پھر موت کا فرشتہ اس کو لے لیتا ہے جب وہ لے لیتا ہے تو دوسرے فرشتے (جو پہلے سے حاضر تھے) پلک جھپکنے میں اس کو لے لیتے ہیں اور اس کفن اور خوشبو میں اس کو لپیٹ لیتے ہیں، اور اس سے ایسی عمدہ خوشبو آتی ہے جو دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ مشک میں ہو سکتی ہے، آپؐ نے فرمایا: پھر وہ فرشتے اس پاک روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں، جب جب بھی وہ فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، تو وہ سوال کرتے ہیں پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی پاک روح ہے، تو وہ فرشتے اس کا سب سے اچھا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہیں، اسی طرح وہ آسمان دنیا تک پہنچ جائیں گے اور اس کے لئے دروازہ کھلوائیں گے، اس کے لئے دروازہ کھولدیا جائے گا، ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس جنازہ کی اپنے آسمان کے بعد والے آسمان کی حد تک مشایعت کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کو ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا نام علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف واپس کر دو، ہم نے ان کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر اسی میں ان کو لوٹائیں گے اور پھر دوبارہ اسی مٹی سے ان کو نکالیں گے۔

فرمایا، اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے اور دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ بندہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر وہ دونوں پوچھتے ہیں جو شخص تمہاری طرف مبعوث فرمایا گیا وہ کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر وہ دونوں فرشتے پوچھتے ہیں تمہارا علم کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی، پھر آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش لگا دو، اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور جنت کے رخ پر اس کے لئے ایک دروازہ کھولدو، اس سے جنت کی مہک اور خوشبو آئے گی اور قبر کو تاحد نظر چوڑا کر دیا جائے گا اور ایک خوبرو خوش پوشاک اور معطر شخص اس کے پاس آئے گا اور کہے گا، ایسی چیز کی خوشخبری سنو جس سے تم کو شادمانی ہوگی، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ بندہ اس خوشخبری سنانے والے سے پوچھے گا تم کون ہو؟ تمہاری شکل پیام خیر لانے والے کی طرح ہے تو وہ کہے گا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں، پھر وہ نیک بندہ کہے گا اے اللہ! اب تو قیامت لے آ تاکہ میں اپنے اہل و عیال، مال و دولت میں جاؤں، آپؐ نے فرمایا۔ اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو آسمان سے کالے فرشتے نازل ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ موٹے کھدر کے کپڑے لئے ہوتے ہیں وہ فرشتے تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں پھر موت کا فرشتہ آتا ہے اور اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خبیث نفس تو اللہ کی ناراضگی اور غضب کی طرف چل پھر وہ اس کے جسم میں داخل ہو جائے گا اور روح کو اس طرح کھینچے گا جس طرح بھیگے ہوئے اون کانٹے دار لوہے سے کھینچا جاتا ہے جب وہ روح کو (اس درد و کرب کے ساتھ) نکال لے گا تو یہ روح پلک جھپکنے تک بھی اس کے ہاتھ میں نہ رہنے پائے گی کہ بیٹھے ہوئے فرشتے اس کو لے کر اپنے موٹے کپڑوں میں لپیٹ لیں گے اور اس سے انتہائی درجہ کی بدبو نکلے گی، وہ اس کو لے کر اوپر چڑھیں گے اور جب بھی فرشتوں کی کسی جماعت پر سے گذر ہوگا تو فرشتے کہیں گے یہ کیسی خبیث روح ہے، لیجانے والے فرشتے کہیں گے یہ فلاں بن فلاں ہے اس کا دنیا کا سب سے برا نام بتائیں گے حتیٰ کہ آسمان دنیا پر پہنچ جائیں گے دروازہ کھلوایا جائے گا تو نہیں کھلے گا، پھر اللہ کے رسولؐ نے یہ آیت پڑھی" لا تفتح لھم ابواب السماء[1] اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اس کو سب سے نچلی زمین کے تنگ حصہ میں ڈالدو اور اس کی روح اٹھا کر پھینک دی جائے گی۔ پھر اللہ کے رسولؐ نے یہ آیت پڑھی" ومن یشرک باللہ فکأنما خرّ من السماء فتخطفہ الطیر أو تھوی بہ الریح فی مکان سحیق[2] اسکے بعد اس کی روح جسم میں واپس کر دی جائیگی اور فرشتے آکر اس کو بٹھا دیں گے اور پوچھیں گے تمہارا خدا کون ہے؟ وہ ہائے و ہو مچاتا ہوا کہے گا مجھے معلوم نہیں، پھر وہ دونوں فرشتے پوچھیں گے تمہارا دین کیا ہے؟ وہ گھبرایا ہوا بولے گا میں نہیں جانتا، اس کے بعد وہ فرشتے پوچھیں گے اس آدمی (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ جو تم میں مبعوث ہوا، وہ جواب دے گا، افسوس! میں نہیں جانتا، پھر آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ میرے بندے نے مجھے جھٹلایا اس کے لئے آگ کا فرش لگا دو اور جہنم کے رخ پر ایک دروازہ کھولدو، دروازہ کھولدیا جائے گا اور اس کو جہنم کی گرمی اور لپٹ لگتی رہے گی اور قبر اس پر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی۔ پھر ایک بہت بدصورت گندے کپڑے پہنے ہوئے بدبودار شخص آئیگا اور کہے گا ایسی بات کی خوشخبری سنو جس سے تمہارا دل دکھے گا، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ جواب ملے گا میں تمہارا برا عمل ہوں، تو وہ (عذاب حساب کتاب کی ہیبتناکی کے تصور سے) کہے گا اے اللہ تو قیامت نہ لا"

اس روایت کو ائمہ کی ایک بڑی تعداد نے روایت کیا ہے، اس کو قبول کیا ہے، اور عذاب قبر اور قبر کے آرام و راحت اور روح کے قبض ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھنے پھر قبر میں واپس آنے اور اس میں منکر نکیر کے سوال و جواب کے سلسلہ میں اصول دین میں شمار ہوتی ہے۔

جیسا کہ اس موضوع پر وارد ہونے والی دوسری صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک بندہ پر جب جانکنی کا عالم طاری ہوتا ہے تو رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور روح قبض کرنے سے پہلے اس کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں، اس کے بعد روح بڑی آسانی کے ساتھ پرواز کر جاتی ہے اور ملأ اعلیٰ میں پہنچکر اللہ کی رضا اور قبولیت حاصل کرتی پھر قبر میں اپنے جسم میں واپس آجاتی ہے منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں اور وہ اچھا جواب دیتی ہے، اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں جس سے اس کو جنت کی مہک و خوشبو آتی ہے اور اس کی روح قیامت تک علیین میں رہتی ہے۔

اور جب کافر کی جانکنی کا عالم ہوتا ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں اور اسے جہنم میں اپنا ٹھکانا نظر آتا ہے اس کی روح آسمان کی طرف جاتی ہے تو آسمان کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور وہ خدا کی لعنت، ناراضگی اور غیض و غضب کے ساتھ اپنے جسم میں واپس آجاتی ہے پھر اس سے دو نہایت بدصورت و کریہ المنظر فرشتے جو نہ آدمیوں کی شکل کہوتے ہیں نہ جانوروں

(بقیہ صفحہ پر)

[1] ترجمہ: ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔ (سورہ اعراف) [2] ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں

وداعِ رمضان

سید محمد ثانی حسنیؒ

رحمتِ حق آئی قسمت ور چلے — سجدہ ریزی کو خدا کے گھر چلے
نعمتوں سے گود بھرنے خوش نصیب — زاہدانِ باصفا بڑھ کر چلے
واہوئے در بزم رحمت کے تمام — اہلِ درد و سوز کھچ کھچ کر چلے
گلشنِ رحمت کی ہر دم سیر کی — اپنے دامن کو گلوں سے بھر چلے
رہ گئے محروم ہم ہی کم نصیب — جھاڑ کر دامن کو اپنے گھر چلے
"شمع کی مانند اس کی بزم میں — چشم تر آئے تھے دامن تر چلے"
قدر نعمت کی نہ کچھ ہم کر سکے — بوجھ عصیاں کا لئے سر پر چلے
ہائے رے حسرت نصیبی وائے غم — "کس لئے آئے تھے اور کیا کر چلے"
نور سمٹا چاندنی پھیکی پڑی — سر چھپانے کو مہ و اختر چلے
ماہ رحمت کے شب و روز و سحر — ہر طرف تم نور برسا کر چلے
تم سے ملتی تھی دلوں کو تازگی — تم چلے ارمان سارے مر چلے
الفراق اے ماہ رمضاں الفراق — زخم دل پر کیا لگے نشتر چلے
آئے رحمت کو لئے ہر سال تو — تیری رحمت کی ہوا گھر گھر چلے
ایک جھونکا تیری رحمت کا ادھر — بہرِ الطاف اے کرم گستر چلے
ہوں نہ ہوں یہ لطف کے دن پھر نصیب — اور دورِ بادۂ کوثر چلے
اور بھی کچھ اور بھی کچھ اور بھی — جانے کب در بند ساقی کر چلے

"ساقیا اب لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے"

اکابر کا رمضان

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رح

(دل کا مضمون شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اکابر کا رمضان" سے ماخوذ ہے، اس میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ معمولات وحالات درج ہیں جو رمضان سے متعلق ہیں اس کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والوں کے دلوں میں رمضان میں عبادت بیداری اور مجاہدہ کا وہ شوق پیدا ہو اور وہ اس بات کو سمجھیں کہ آدمی اخلاص توفیق الٰہی اور صبر و مجاہدہ کی برکت سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے۔)

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے مجاہدانہ حالات میں یہ لکھا گیا ہے کہ ریاضت و مجاہدہ کی حالت یہ تھی کہ دیکھنے والوں کو رحم آتا اور ترس کھایا کرتے تھے چنانچہ اس پیرانہ سالی میں جب کہ آپ ستر سال کی عمر سے متجاوز ہو گئے تھے، اکثر عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن بھر کا روزہ اور بعد مغرب چھ کی جگہ بیس رکعت صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرتے تھے جس میں تخمیناً دو پارے قرآن مجید سے کم کی تلاوت نہ ہوتی تھی، پھر اس کے ساتھ رکوع سجدہ اتنا طویل کہ دیکھنے والوں کو سہو کا گمان ہو نماز سے فارغ ہو کر مکان تک جانے اور کھانا کھانے کے لئے مکان پر پھرنے کی مدت میں کئی پارے کلام مجید ختم کرتے تھے پھر عموماً دیر بعد ظہر تک مراقبہ اور صلوٰۃ الزوال جس میں گھنٹہ سوا گھنٹے سے کم خرچ نہ ہوتا تھا۔

تراویح سے فارغ ہو کر ساڑھے دس گیارہ بجے تک آرام فرماتے اور دو ڈھائی بجے ضرور اٹھ کھڑے ہوتے تھے، بلکہ بعض اوقات خدام نے ایک بجے آپ کو وضو کرتے پایا اس وقت اٹھ کر ڈھائی تین گھنٹے تک تہجد میں مشغول رہتی تھی بعض مرتبہ سحر کھانے کے لئے کسی خادم کو پانچ بج جانے کا اتفاق ہوا تو آپ کو نماز ہی میں مشغول پایا، صلوٰۃ فجر کے بعد آٹھ ساڑھے آٹھ بجے تک وظائف اوراد اور مراقبہ و حفظ میں مصروف رہتی پھر اشراق پڑھتے۔ اور جن ساعت استراحت فرماتے، اتنے میں ڈاک آجاتی تو خطوط کے جوابات اور تراوی لکھواتے اور چاشت کی نماز سے فارغ ہو کر قیلولہ فرماتے تھے ظہر کے بعد حجرہ شریفہ بند ہو جاتا اور تا عصر کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے باوجود یکہ اس رمضان میں جس کا مجاہدہ لکھا گیا ہے، پیرانہ سالی و نقاہت کے ساتھ ضعف اور کمزوری تکلیف شدید کا یہ عالم تھا کہ اسٹنجا کا گاڑی سے حجرہ گاہ تک تشریف لانے میں حالانکہ پندرہ سولہ قدم کا فاصلہ ہے مگر راہ میں بیٹھنے کی نوبت آتی تھی۔ اس حالت پر ذاتی توجہ اور بعض توجہ بھی کبھی بیٹھ کر نہیں پڑھی اور ان میں گھنٹوں کھڑا رہنا پڑتا، خدام نے جو عرض کیا کہ آج تراویح بیٹھ کر ادا فرمادیں تو مناسب ہے، مگر جب آپ کا جواب تھا یہی تھا "نہیں بھائی یہ کم ہمتی کی بات ہے" اللہ رے ہمت آخر "اولا تکونوا عبد اکسلا" کے قائل کی نوبت کوئی نہیں نہ تھی جو اس ہمت کے بغیر حاصل ہو جاتی یوں تو ماہ رمضان المبارک میں آپ کی یہ عبادت تھی (جس کو ہر شخص نہیں جان سکتا مگر تلاوت کلام اللہ کا خصوصیت سے ہر سال ہوتا کہ کان تک آنے میں کوئی بات میں نہ آتا

بی تراویح پڑھا دیجیو والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ پہلے دن تو مجھ پر بہت بوجھ پڑا اور سوا پارہ قرآن پاک کا دن میں دیکھ کر پڑھا کہ ساڑھے سات سال کی عمر میں ختم کرنے کے بعد چھ مہینے تک ایک قرآن روز دیکھ کر پڑھا کرتا تھا۔ لیکن اس کے بعد سے کبھی دیکھ کر پڑھنے کی نوبت ہی نہ آئی یوں فرمایا کرتے تھے پہلے دن تو سوا پارہ دیکھ کر پڑھا تھا پھر دو رہے دن سے خوف نکل گیا۔ پھر سارے رمضان دیکھ کر پڑھنے کی نوبت نہ آئی۔ فقط۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے یہاں حفظ پڑھنے کی نوبت آئی۔ فقط۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے یہاں قرآن پاک حفظ پڑھنے کا تو اس قدر زور رہتا کہ شاید کہیں تھوڑا چکا ہوں کہ اپنے تجارتی کتب خانہ کے پبلکیٹ وغیرہ اپنے ہاتھ سے بنایا کرتے تھے۔ خود ہی پتے لکھا کرتے تھے اور اس وقت بالجہر قرآن پاک پڑھا کرتے تھے نہ اس میں کوئی منشابہ لگتا تھا، مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الخلیل میں ان کے حالات لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری درخواست پر رمضان میں قرآن شریف سنانے کے لئے میرٹھ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ دن بھر میں چلتے پھرتے پورا قرآن ختم فرما لیتے اور افطار کا وقت ہوتا تو ان کی زبان پر قل اعوذ برب الناس ہوتی تھی۔ ریل سے اترے تو عشا کا وقت ہو گیا تھا۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت تھی اس لئے مسجد میں قدم رکھتے ہی مصلے پر آ گئے اور تین گھنٹے میں دس پارے ایسے صاف اور رواں پڑھے کہ کہیں لکنت تھی نہ متشابہ گویا قرآن شریف سامنے کھلا رکھا ہے اور باطمینان پڑھ رہے ہیں تیسرے دن ختم فرما کر رخصت ہو گئے کہ دور کی ضرورت تھی نہ سامع کی میرٹھ کے اس سفر کے متعلق والد صاحب نے فرمایا کہ میرٹھ کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ جب لوگوں میں یہ تذکرہ ہوا کہ ایک شخص سہارنپور سے تین دن میں قرآن شریف ..... سنانے کے لئے آرہا ہے تو تیس چالیس حافظ محض امتحان کے لئے میرے پیچھے تراویح پڑھنے آئے تھے۔ والد صاحب کو رمضان المبارک میں میری خاطر سے بخار نہیں آتا تھا۔ دوستوں کے اصرار پر ایک دو دن کے لئے ان کے یہاں جا کر دو شب یا زیادہ سے زیادہ تین شب میں تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھ کر واپس آجاتے تھے مساجد میں عموماً تین شب میں ہوتا تھا۔ غیر مساجد میں ایک یا دو شب میں بھی ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ شاہ زاہد حسین صاحب مرحوم رئیس بہٹ کے اصرار پر دو شب میں ان کے مردانہ مکان میں قرآن پاک سنا کر آئے تھے۔ مسجد نواب والی قصاب پورہ دہلی میں بھی ایک دفعہ کا قرآن سنانا مجھے یاد ہے عزیز مولوی نصیر الدین سلمہ حکیم اسحٰق صاحب مرحوم کی مسجد میں ایک مرتبہ قرآن پاک سنا رہے تھے میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کسی سفر سے واپس تشریف لائے حکیم اسحٰق صاحب کی بیٹھک میں استراحت فرمانے تشریف لے گئے افضل الدین کا چودھواں پارہ تھا سامع بار بار لقمے دے رہا تھا وہ بھولتے تھے مسجد میں تشریف لے گئے نصیر الدین کو سلام پھیرنے کے بعد مصلے پر سے ہٹا کر سولہ رکعات میں سولہ پارے ختم کر دیئے مصلیوں کو گرانی تو ضرور ہوئی مگر لوگوں کو جلد قرآن پاک ختم ہونے کی خوشی مشقت پر غالب ہوا کرتی ہے بارھویں رات میں قرآن ختم کر کے سب تکان بھول گئے بعض عزیزوں کے اصرار پر کاندھلہ میں علی امتی بی (میرے والد صاحب کی نانی اور حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کی بھاجزادی

امۃ الرحمٰن جن کا عرف امی بی پڑ گیا تھا) کے مکان پر آخیر زمانہ میں ایک دفعہ قرآن شریف سنانے کا حال تو مجھے بھی معلوم ہے اور اپنی جوانی کا وہ قصہ سنایا کرتے تھے کہ ساری رات نوافل میں قرآن سنانے میں گذرتی تھی۔ اور چونکہ ہمارے یہاں نوافل میں چار سو زیادہ مقتدیوں کی اجازت نہیں ہوتی تھی اس لئے مستورات تو بدلتی رہتی تھیں اور میرے والد صاحب مسلسل پڑھتے رہتے تھے میرے چچا جان نور اللہ مرقدہ نے بھی کبھی رمضان المبارک امی بی کی دہلیز کے کاندھلہ گذارا۔ تراویح تقریباً ساری رات میں پوری ہوتی تھی مسجد سے فرض پڑھنے کے بعد مکان تشریف لیجا تے تھے اور سحر تک تراویح میں چودہ پندرہ پارے پڑھتے تھے۔ مولانا رؤف الحسن صاحب میرے والد صاحب کے حقیقی ماموں اور میری سالقہ البیر مرحومہ کے والد ان کا مفصل قصہ تو آپ بیتی حصہ دوم کے تتمہ کے مضمون میں آئے گا۔ اس کا یہ جزء یہاں مناسب ہے کہ ۲۷ رمضان المبارک کو ۱۲ بجے تک قل اعوذ برب الفلق تک ایک رکعت میں اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس پڑھ کر سحری کے وقت اپنی والدہ امی بی سے یہ کہہ کر دو رکعت میں نے پڑھا دیں اٹھارہ آپ پڑھیں اور ان کی والدہ امی بی نے سارا قرآن کھڑے ہو کر سنا۔ بات یہ بات نکلتی جاتی ہے مگر یہ واقعات بھی اکابر کے ماہ مبارک کے معمولات میں داخل ہیں اس لئے زیادہ بے محل نہیں۔

حضرت اقدس نانوتوی قدس سرہٗ کے ماہ مبارک کے تفصیلی حالات تو مجھے نہیں ملے اور اب کوئی ایسا بھی نہیں جس سے تحقیقات کی جا سکے البتہ یہ مشہور ہے کہ حضرت نے ۱۲۷۶ھ کے سفر حجاز میں ماہ مبارک میں قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ زمانہ ایک پارہ یاد کر کے تراویح میں سنایا کرتے تھے مگر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی نے سوانح قاسمی میں تحریر فرمایا ہے کہ جمادی الثانیہ ۱۲۷۰ھ میں حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آخر ذی قعدہ میں مکہ مکرمہ پہونچے اور ماہ صفر میں مدینہ پاک سے مراجعت فرمائی۔ ربیع الاول کے آخیر میں بمبئی پہونچے اور جمادی الثانیہ تک وطن پہونچے۔ جاتے ہوئے کراچی سے جہاز بادبانی میں سوار ہوئے تھے رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا اور وہاں سنایا بعد میں بمبئی پہنچ کر حلوائے سقط خرید فرما کر شیرینی تقسیم کی تقسیم فرمائی۔ مولوی صاحب کا اس سے پہلے قرآن یاد کرنا کسی کو ظاہر نہ ہوا تھا ..... بعد ختم مولوی صاحب فرماتے تھے کہ فقط دو سال رمضان میں میں نے یاد کیا اور جب یاد کیا پارہ سیپارہ کی قدر یا کچھ اس سے زائد کر لیا .....

پھر تو بہت کثرت سے پڑھتے ایک بار یاد کہ سائیس پارے ایک رکعت میں پڑھے اگر کوئی اقتدا کر تا رکعت کر کر یعنی سلام پھیر کر اس کو منع فرما دیتے اور تمام شب تنہا پڑھتے رہتے (سوانح قاسمی) مشہور قول میں ایک سال اور حضرت کے ارشاد میں دو سال اور پاؤ پاؤ پارہ کر کے یاد کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رمضان میں کچھ حصہ یاد کیا اور دوسرے رمضان میں جو سفر حج میں تھا ایک ایک پارہ پڑھ کر اس کی تکمیل فرمائی۔

سید الطائفہ حضرت الحاج امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے رمضان کے معمولات حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہ نے امداد المشتاق میں نقل کئے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ تھا دی تعلیم کے واسطے کہتا ہوں۔ یہ فقیر عالم شباب میں اکثر اوقات رمضان شریف میں بہجوم توبہت رہتا تھا مگر جسقدر طالبین کا رہتا تھا جن کے لئے ماہ رمضان المبارک میں طاقات کا وقت نہیں تھا صرف نماز کو آتے جاتے دورے عشان زیارت کرتے تھے لیکن جن لوگوں کے آنے پر حضرت نور اللہ مرقدہ کو توجہ ہونا پڑے ان کا آنا بڑا گراں تھا۔

آپ بیتی بزم میں باب تحدیث بالنعمۃ میں لکھوا چکا ہوں کہ اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے ذاتی حالات کے آخری رمضان میں میں نے اعلیٰ حضرت راپوری قدس سرہ کی خدمت میں رمضان ۱۳۳۲ھ گذارنے کی خواہش ظاہر کی تھی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اندراہ شفقت تحریر فرمایا کہ تھانہ بھون آنے جانے کا نہیں ہونا اور نہ ملنے کا۔ اپنی جگہ یکسوئی سے کام کرتے رہو۔ اس کے بعد اس نا کارہ نے صرف آخیر عشرہ میں حاضری کی اجازت چاہی جس کا جواب میری کاغذات میں مل گیا جو آپ بیتی حصہ ۲ میں لکھوا چکا ہوں کہ جو سبب شروع ماہ مبارک میں عدم قیام کا ہو وہ آخر ماہ میں بھی موجود ہے۔ باقی تم اور تمہارے ابا جان زیادہ بہتر ہیں ہم غریبوں کی کیا چل سکے

بقیہ ص: ۴

تیرے دل میں آئے پوچھ تب اس نے کہا میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کو قسم دے کر آپ کے پروردگار کے اور اگلوں کے پروردگار کی کہ کیا اللہ نے آپ کو اللہ نے تمام عورتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو کیا حکم کیا ہے دن رات میں ان پانچ نمازوں کے پڑھنے کا آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے سال بھر میں اس مہینے کے روزے رکھنے کا آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقیروں کو دیجئے۔ آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں۔ جب اس نے کہا کہ میں نے یقین کیا آپ کی باتوں پر میں قاصد ہوں اپنی قوم کا میں تم ضمام بن ثعلبہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو بیشک ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

(بخاری)

نگران اعلیٰ:
مولانا ابو العرفان ندوی
مجلس ادارت:
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی
پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے کنس پرنٹنگ پریس پرانٹ ٹینہ ۳۹۔ نوکشور روڈ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر "تعمیر حیات" شعبہ تعمیر ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

آخرہ عشرہ میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

از: مولانا محمد الحسنی مرحوم

رمضان المبارک کے دو حصے پورے ہو چکے اب تیسرا اور آخری حصہ باقی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک میں کچھ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ان کو بھی اس آخری حصے سے فائدہ اٹھانا چاہیے، لیکن جو لوگ کسی سستی غفلت یا مشغولیت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ ان کے لئے تو یہ دن بڑے قیمتی ہیں۔ ان آخری لمحات میں وہ تھوڑی سی توجہ کر کے گزشتہ کی تلافی کر سکتے ہیں اور دل کی ساری حسرتیں نکال سکتے ہیں۔

رمضان کے آخری عشرہ کی قیمت شب قدر کی وجہ سے (جس کا امکان زیادہ تر اسی میں پایا جاتا ہے) نیز اعتکاف کی نعمت سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ پھر یہ کہ اس کو عتق من النار (آگ سے خلاصی) کا عشرہ کہا گیا ہے۔

پہلا رحمت کا عشرہ تھا، دوسرا مغفرت کا، اس عشرہ میں ان لوگوں کے لئے خاص دعوت ہے جو گناہوں میں آلودہ رہتے لیکن اس کے باوجود اپنے کو سنبھالنے کی کوشش کرتے رہے یہ ان سب ٹھکرائے ہوئے مایوس و بددل اور بے چین و بے قرار انسانوں کے لئے پیام رحمت بلکہ باب رحمت ہے کہ وہ آگے بڑھ کر دامن توبہ کو تھام لیں، اشکبار آنکھوں کو کچھ دن کے لئے آزاد چھوڑ دیں، تکلیف و بیقراری سے گریز نہ کریں بلکہ اس کو سینے سے لگائیں اور پھر یہ تماشہ دیکھیں خدا کی رحمت کس طرح متوجہ ہوتی ہے اور جوش میں آتی ہے۔ اقبال کا یہ شعر شاعرانہ تخیل نہیں عین حقیقت ہے ؎

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

اس لئے ان دنوں میں کثرت عبادت سے زیادہ عبادت کی روح پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے عبدیت، ربانیت اور اخلاص نیت کہہ سکتے ہیں اگر یہ بات ہماری عبادتوں اور دینی اعمال میں تھوڑی سی بھی پیدا ہو جائے تو اس کو کہیں سے کہیں پہونچا سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا پاسنگ ہے کہ جس پلڑے میں رکھ دیا جائے جھکتا چلا جائے گا اس لئے ہمیں ہر وقت ڈرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں یہ اعمال کسی اور غرض اور نیت سے یا غفلت کے ساتھ تو نہیں ادا ہو رہے ہیں اور اس میں کسی غلط چیز کی آمیزش تو نہیں ہے۔

اعمال خیر کسی ایک دائرہ میں محدود نہیں، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اہل حاجت کی حاجت پوری کرنا، افطار کرنا، افطار کرانا، صدقہ و خیرات، تلاوت و عبادت ذکر و شغل اور وعظ و ارشاد مبارک، لیکن ان سب کی جان اخلاص ہے۔ اگر اخلاص نہیں تو یہ سب چیزیں بے جان ہیں ان کی اللہ تعالیٰ کی میزان میں کوئی قیمت نہیں۔ دنیا کی میزان میں ہو سکتا ہے کہ ان کی بڑی قیمت ہو لیکن یہ سکے آخرت کے بازار میں نہ بھنائے جا سکیں گے یا ان کی بہت کم قیمت ہاتھ لگے گی۔

یہ چند دن جو دیکھنے میں بہت تھوڑے معلوم ہوتے ہیں ہمارے پورے سال پر بلکہ بعض اوقات پوری عمر پر بھاری ہو سکتے ہیں۔

کم از کم دو چیزوں کی طرف اس میں خاص توجہ کرنی چاہیے امید ہے کہ اس سے بھی محرومی نہ رہے گی۔

یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کا تعلق بندے کی ذات سے ہے اس لئے ریا اور نام و نمود کے فتنہ کا احتمال بھی زیادہ نہیں۔

ایک دعا کی کثرت اور دوسرے گناہوں سے اجتناب۔

اگر دعا کی مقدار کمیت و کیفیت دونوں لحاظ سے ہم زیادہ کر دیں اور جن گناہوں اور غلطیوں کا شکار اب تک ہو رہے تھے ان سے کم از کم ان دنوں ضرور بچنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس نیت اور سعی کی برکت سے ہم کو آخری عشرہ کی برکتوں سے نواز دیں گے اور کیا عجب لیلۃ القدر کی سعادت بھی ہاتھ لگے،

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

حدیث میں شب قدر کی دعا یہ بتلائی گئی ہے، اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی (اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، بس مجھے معاف فرما دے)۔

یہ دعا شب قدر کی ضرور ہے لیکن شب قدر کی لالچ اور تمنائیں ہمیں روز کرنی چاہیے۔ اس لئے ہمیشہ شب قدر کا شوق اور انتظار رہے گا اور اگر شب قدر ہوئی تو انشاء اللہ محروم نہ رہیں گے۔

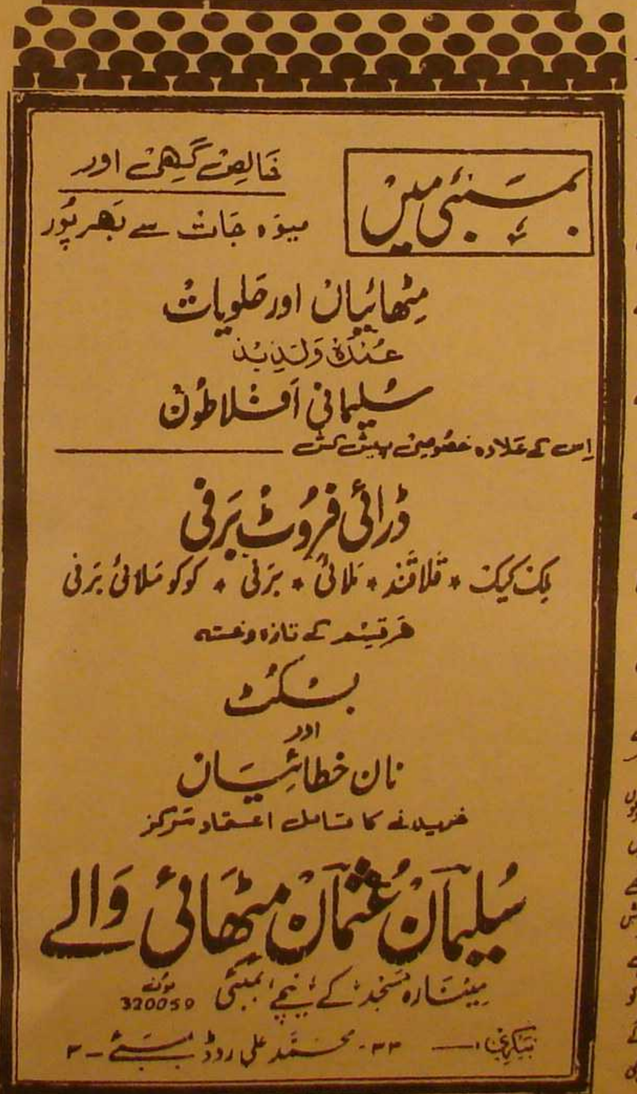

نورانی تیل
درد۔ زخم۔ چوٹ کٹنے جلنے کی مشہور دوا
مئو کے اصلی نورانی تیل کے لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77
اور کیپسول پر LT مارکہ صاف صاف پڑھ کر خریدیں، اگر جعلی لائسنس نمبر ہو تو ڈرگ انسپکٹر سے جانچ کرالیں
انڈین کیمیکل کمپنی۔ مئوناتھ بھنجن یوپی

بمبئی میں
خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ و لذیذ
سلیمانی افلاطون
اس کے علاوہ خصوصی پیشکش
ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک * قلاقند * ملائی * برفی * کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے بمبئی
فون 320059
بیکری — ۳۳ - محمد علی روڈ بمبئی - ۳

اعتکاف اور شب قدر

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اعتکاف: اعتکاف رمضان کے فوائد و مقاصد کی تکمیل کے لئے ہے۔ اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصہ میں وہ سکون قلب، جمعیت باطنی، فکر و خیال کی مرکزیت، انقطاع الی اللہ کی دولت، رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑ رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تو اس اعتکاف کے ذریعہ وہ اس کا تدارک کر سکتا ہے:

علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو اشتغال بالخلق سے رہائی نصیب ہو اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و تردد ات اور ہموم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے، ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کیساتھ ہم آہنگ ہو جائے، مخلوق سے انس کے بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غمخوار نہ ہو گا یہ انس اس کا زاد سفر بنے یہ ہے اعتکاف ہے مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"چونکہ مسجد میں اعتکاف جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبیہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ نیز طاقت و عبادت کا بہترین پرسکون موقع ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عشرہ اواخر میں رکھا ہے اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لئے اس کو سنت قرار دیا ہے"

اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور مسلمانوں نے بھی ہر جگہ اور ہر دور میں اس کی پابندی کی چنانچہ اس نے رمضان کے شعار اور سنت متواتر کی حیثیت اختیار کر لی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخیر عشرہ میں برابر اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج نے اعتکاف کا معمول قائم رکھا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے جس سال آپ نے انتقال فرمایا، اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

شب قدر: قرآن و حدیث میں اس شب قدر کی فضیلت بہت اہمیت کے ساتھ متعدد جگہ بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو خبر ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اس رات فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے اور ہر امر خیر کے لئے سلامتی (ہی سلامتی) ہے وہ رہتی ہے طلوع فجر تک۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "شب قدر میں جو ایمان و احتساب کے ساتھ عبادت کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و حکمت سے اس کو رمضان کے آخیری عشرہ میں پوشیدہ کر رکھا ہے تاکہ مسلمان اس کی جستجو میں رہیں ان کی طلب اور ہمت بڑھے اور یہ آخری راتیں اس کی لالچ میں قیام و عبادت اور دعا و مناجات میں گزاریں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات بیدار رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور کمر کس لیتے تھے۔

احادیث کا زیادہ تر اجماع اسی پر ہے کہ شب قدر آخری عشرہ میں اور اس کے بھی آخری سات دنوں میں اور طاق راتوں میں ہے۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض کو آخری سات دنوں میں خواب میں شب قدر دکھائی گئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں ہی میں تلاش کرے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں معتکف اور گوشہ نشین ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے شب قدر پر حدیث و قرآن اور تجربہ و وجدان دونوں حیثیتوں سے کلام کیا ہے۔ "حجۃ اللہ البالغہ" میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ شب قدر دو قسم کی ہیں، ایک وہ جس میں آسمان سے فیصلے کئے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں قرآن مجید (سماء دنیا پر پورے کا پورا نازل ہوا اس کے بعد تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، یہ رات سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ رمضان ہی میں ہو، البتہ گمان غالب رمضان ہی میں ہونے کا ہوتا ہے، نزول قرآن کے موقع پر یہ رات رمضان ہی میں تھی۔

دوسری وہ ہے جس میں ایک قسم کی روحانیت محسوس ہوتی ہے فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں، مسلمان اس رات میں طاعت میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے ایک دوسرے کو فیض پہنچتا ہے، فرشتے ان سے قرب حاصل کرتے ہیں، شیاطین ان سے دور بھاگتے ہیں، ان کی دعائیں اور طاعات قبول کی جاتی ہیں، یہ رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق لحاظ سے جو پہلی رات مراد لیتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ سال کے اندر دائر و سائر رہتی ہے جس کی مراد دوسری رات ہوتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں پائی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں ہی میں تلاش کرے"۔ ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ "یہ رات مجھے دکھائی گئی، میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں اور یہ اکیسویں شب تھی"۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام کا اختلاف دراصل اختلاف وجدان پر مبنی ہے۔"

یادِ ایام (تاریخ گجرات)
از: مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ مصنف نزہۃ الخواطر
اسلامی عہد کے گجرات کی مختصر مگر جامع تاریخ جس میں گجرات کے تمدنی و ثقافتی علمی و ادبی کارناموں پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تعمیری تاریخ نگاری کی ایک عمدہ مثال قائم کی گئی ہے، ملک کے نامور عالم و مصنف مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی نے اس پر مقدمہ لکھا تھا۔ فاضل مولف نے جس خوبی سے اس مختصر رسالہ میں گجرات کی اسلامی تاریخ کے مختلف پہلو دکھائے ہیں وہ فی الواقع مورخانہ اور ادیبانہ دونوں حیثیتوں سے قابل داد ہیں۔
گجرات سے اسلامی تعلقات کی ابتداء۔ گجرات میں مسلمانوں کی خود مختار سلطنت شاہان گجرات کے خصائص حکمرانی۔ گجرات کے مشاہیر و وزراء، مشائخ و علماء کے کارناموں کا تعارف اور ان پر تبصرہ۔ گجرات کا نقشہ بھی کتاب میں شامل ہے۔ عمدہ کتابت و طباعت۔ قیمت پانچ روپے
صفحات: ۸۴
ملنے کا پتہ: مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ